سادگی اک حسن

رضوانہ عثمان
علی آباد

سادگی سے مراد ہے بسر کرنے کی وہ روش جس میں حیثیت سے بڑھ کر نہ اپنے لئے مشکل پیدا کی جائے اور نہ دوسروں کیلئے مشکل کا باعث بنا جائے۔ سادگی سے مراد تصنع، تکلف او خودنمائی سے پاک ہونا ہے اس کا اصل تعلق دل سے ہے جیسا کہ ہمارے نبی نے فرمایا کہ مومن کا دل سادہ اور بلند فطرت ہوتا ہے۔

اقسام: سادگی زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہئے تاہم مندرجہ ذیل اس کی معروف اور جانی پہچانی شکلیں ہیں۔

۱۔ لباس

لباس ایسا ہونا چاہئے جس سے اس کی دو بنیادی شرائط پوری ہو جائیں اول ستر یعنی جسم کا ڈھانپنا، دوم فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ بننا یعنی ایسا لباس جو انسان پہنے ہوئے کے باوجود ننگا ہو یا جو پہن کر نماز نہ پڑھی جا سکے ہرگز نہیں پہننا چاہئے۔ نیز آئے دن کے فیشن بدلنے میں اسراف کا پہلو آ جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطن

فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں (بنی اسرائیل)

شریعت اسلامی میں مرد کیلئے ریشم کا لباس ناپسند ٹھہرایا گیا ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنے جسے میں شہرت ہو تو جب تک وہ اسے اتار نہ دے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض رہتا ہے ایک اور حدیث میں ہے جو شخص فاخرہ اور قیمتی لباس پہننے کی قدرت اور حیثیت رکھتا ہو اور فروتنی و انکساری کی خاطر محض اللہ کیلئے اس لباس سے دستبردار ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بدلے جنت کی عجیب و غریب پوشاک کی طشتریوں میں رکھ کر اس کو عنایت کرے گا۔ حضرت معاذؓ کو یمن کا والی مقرر کرتے ہوئے فرمایا۔ ایاک والتنعم فان عباداللہ لیسو بالمتنعین۔ یعنی عیش و عشرت سے بچ کر رہنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش و عشرت والے نہیں ہوتے۔

۲۔ خوراک۔

سادہ خوراک جسم و روح دونوں کیلئے بڑی مفید ہے اس سے معدہ خراب نہیں ہوتا جبکہ زیادہ لذیذ، مرغن غذا آخر معدہ کو خراب کر دیتی ہے خوراک کا اصل مقصد تو محض جسم کو غذا دینا ہے تاکہ جسم اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے کام انجام دے سکے اور سادہ خوراک ہی صحیح طور پر جسم کی غذا بن سکتی ہے غذا کے سلسلے میں اصل بات تو یہ ہے کہ اسراف نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔

کھاؤ پیو لیکن اسراف نہ کرو۔ ”خوردن برائے زیستن“ اسلام کا موٹو ہے۔

۳۔ رہائش:

مکان اور رہائش کا بھی اصل اور فطری مقصد محض یہ ہے کہ انسان سردی اور گرمی سے اپنے آپ کو بچائے۔ بس اس سے زیادہ فضول خرچی میں آ جاتا ہے۔ ریشم و حریر کے پردے موٹے موٹے قالین اور نرم و گداز صوفے انسان کو تن آسان بنا دیتے ہیں۔ اور وہ سخت زندگی گزارنے کے قابل نہیں رہتا۔ عمارتوں کی تعمیر میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا حضور ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں سے بتایا ہے۔ اس کے علاوہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائے گا قیامت کے دن اس کو حکم ہوگا کہ اس گھر کو سر پر اٹھائے۔ ایک روایت میں ہے آدمی جو کچھ عمارت بنائے گا قیامت کے دن اس پر وبال ہوگی مگر وہ گھر جو بمشکل کافی ہو اور سردی گرمی سے بچاتا ہو۔

۴۔ عادات و رسوم

انسان دوسروں کی نقل کے ذریعے اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کر لیتا ہے اس سے اس کی عادات میں فساد اور بگاڑ پیدا ہوتا ہے یہ معاملہ انفرادی و اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے۔ فرد کسی دوسرے کے فیشن کی تقلید میں یا ایک قوم دوسری قوم سے مرعوب ہو کر کچھ عادات اختیار کر لیتی ہے۔ جو اس کا اپنا تشخص بھی برقرار نہیں رہنے دیتیں اور حال یہ ہو جاتا ہے کہ ”کوا چلا ہنس کی چال، اپنی چال بھی کھو بیٹھا“۔ یہی حال رسوم و رواج کا ہے مذہب اسلام انتہائی سادہ پرستی اور تکلفات سے پاک ہے لیکن ہندوؤں کی دیکھا دیکھی یا مغرب کی تقلید نے مسلمان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ شادیوں اور غمیوں پر کچھ ایسی رسومات اختیار کر لی گئی ہیں جن کا ہمارے مذہب کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اور جن کے کرنے میں سراسر تکلف ہے۔ اس تکلف کا ایک سبب عدم قناعت بھی ہے کہ آدمی دوسروں کے پاس چمک دمک دیکھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے خوہ اس میں اسے ناجائز ذرائع ہی کیوں نہ

استعمال کرنے پڑیں۔ اس لئے حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "امارت میں اپنے سے کم تر کو دیکھو اور نیکیوں میں اپنے سے بلند تر کو دیکھو"۔

ہمارے محبوب پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑوں اور جوتوں کو خود مرمت کر لیتے تھے، بکری کا دودھ دھو لیتے تھے۔ اور گھر کے دوسرے کام بھی خود انجام دیتے تھے (ابوداؤد)

اہمیت:

سادگی تہذیب اسلامی کا لازمی جزو ہے۔ دنیاوی سامان وآسائش کی مریض قوم موت کا سامنا کرنے سے ڈرتی ہے۔ اور بزدل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میدانِ جنگ میں شرکت کرنے سے کتراتی ہے۔ کیونکہ سامان تکلف نے اسے تن آسان بنا دیا ہوتا ہے۔ انسان اپنی ضروریات کو جتنا بھی بڑھاتا جائے وہ بڑھتی چلی جائیں گی اور ان کی کوئی حد نہیں رہتی لیکن اپنے اوپر جبر کرتے ہوئے ان میں سے وہ جو لابدی ہوں پوری کرنا اور باقی کو ترک کرنا اصل زندگی ہے۔ ہوا وخواہش کا غلام بنجانے سے انسان پستی میں گر جاتا ہے اگرچہ وہ اپنے تئیں انتہا ترقی یافتہ سمجھتا ہے۔

اسوۂ رسول ﷺ

اس سلسلے میں ہمارے انبیاء خاص کر رسول کریمؐ، صحابہ کرامؓ اور ائمہ و اولیاء کی زندگیاں نمونے کے طور پر موجود ہیں۔ انبیاءؑ میں سے اکثر اپنی گزر اوقات کیلئے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کچھ کماتے تھے حضور نبی اکرمؐ اپنے گھر کے کام کرنے میں کبھی عار محسوس نہیں کرتے تھے۔ اور ازواج مطہرات کو بھی سادگی ہی کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ سورۃ الاحزاب میں ہے:

ان کنتم تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔

اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو تو آؤ میں مال ومتاع دوں اور احسن طریقے سے رخصت کر دوں۔ یعنی پیغمبر کے گھر میں تو تمہیں سادگی سے ہی رہنا پڑے گا۔

آنحضورؐ کا رہائشی کمرہ کچا تھا اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی۔ آپؐ نے مکان کی بے جا آرائش سے منع فرمایا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے دروازے پر منقش کپڑا لٹکا دیا آپ دیکھ کر ناراض ہوئے اور پھاڑ ڈالا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اینٹ پتھر کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔

اسوۂ صحابہؓ:

نبوت کے بعد خلافت راشدہ کا دور آتا ہے اس دور میں بھی ہمیں سادگی ہی سادگی نظر آتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے لوگوں کی بکریاں دوہنے جاتے، حضرت عمرؓ کو غیر ملکی سفیر نے درخت کے نیچے کنکریوں پر کوڑے کا سرہانہ بنا کر لیٹے دیکھا۔ حضرت عثمانؓ دولت مند ہونے کے باوجود سادہ زندگی بسر کرتے تھے حضرت علیؓ کے گھر میں تین جو کی روٹیاں تھیں وہ بھی یتیم، مسکین قیدی کو دے دیں ایک شخص حضرت ابوذرؓ کے گھر گیا دیکھا کہ ان کے گھر میں کچھ بھی نہیں آپؓ نے جواب دیا میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے وہاں بھیج دیتا ہوں (یعنی آخرت کے گھر) اس شخص نے کہا جب تک اس گھر میں رہنا ہے کچھ سامان تو ضروری ہے آپ نے فرمایا گھر کا مالک یعنی اللہ مجھے یہاں رہنے نہ دے گا۔

سادگی کی حدود
ایک غلط فہمی کا ازالہ

مذکورہ بالا باتوں سے سادگی کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس سے مراد یہ قطعاً نہ لیا جائے کہ تہذیب اسلامی اپنے ماننے والوں کو دنیا کی دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں ایک پریشان بال، پریشان حال اور پراگندہ لباس قوم کی حیثیت سے پیش کرنا چاہتی ہے سادگی سے مراد گندگی نہیں لیا جا سکتا۔ لباس قیمتی نہ ہو لیکن صاف اور اجلا ہو رہائش ائیر کنڈیشنڈ نہ سہی بھونڈی اور بدتہذیبی والی نہ ہو۔ نسائی کی ایک روایت ہے کہ ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں سرکار نامدارؐ کی خدمت میں خراب کپڑے پہنے ہوئے حاضر ہوا تو حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے جواب دیا "جی ہاں" حضور نے پوچھا کس قسم کا مال ؟ میں نے عرض کیا اللہ نے مجھے اونٹ گائیں، بکریاں، گھوڑے، غلام سب کچھ عطا فرمایا ہے اس پر حضورؐ نے فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو خدا کی نعمت وکرامت کا اثر تم پر ظاہر ہونا چاہئے۔

حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا جسکے سر اور داڑھی کے بال بہت ہی پریشان اور پراگندہ بکھرے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بالوں کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہ آپ ان کی اصلاح اور درستگی کا حکم دے رہے ہوں وہ شخص واپس گیا اور اس نے ویسا ہی کیا بالوں کو درست کر کے پھر آپ کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اچھا نہیں ہے بہ نسبت اس کے کوئی شخص تمہارے پاس ایسی حالت مین آئے جس کے سر کے بال ایسے پریشان اور پراگندہ ہوں گویا وہ شیطان ہے اس روایت میں ثائر الراس کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی ہیں پریشان بکھرے بالوں والا جس کو تیل ڈال کر اور کنگھی کئے بہت زمانہ گزرا ہوا۔

ان روایات کو سامنے رکھتے ہوئے سادگی کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ کہ اس سے مراد مجہول الحال ہونا نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض غالی قسم کے متصوفین کا خیال ہے۔

الغرض سادگی بذات خود ایک حسن، اسلام کا شعار، قرآن کا حکم اور اسوہ رسولؐ ہے جو ہر مسلمان کی زندگی کا مطلوب ہونا چاہئے۔